Registered

L. No. 89.

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۸) مطبوعہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

۱۲ نومبر کو رنگون میں صبح کے وقت ایک بھونچال کا جھونکا آیا اور دو منٹ تک رہا۔ ٹیراکا وزیر اعظم گوپی کرشنا دیب بہا فوت ہو گئے ہیں۔ ڈھاکہ سے کلکتہ میں خبر آئی ہے کہ وہاں کے مختلف مدارس میں سے ۴ ہزار طلبار نکل گئے۔ یکم اپریل سے ستمبر کے آخر تک ۴۳۶۲۹۶۴۴ روپیہ کا سونا ہند میں داخل ہوا۔ امسال جاپان میں ۱۳ ہندوستانی طلبار موجود ہیں جنہیں سے بنگال سے ۲ بہار سے ۲ صوبجات متحدہ سے ایک پنجاب سے ۴ بمبئی سے اور ۶ نیپال سے ہیں۔ ۲۰ نومبر کو ۲ بجے رات کو رنگون میں بھونچال کے تین جھٹکے محسوس ہوئے۔ نیز بعض اضلاع میں کیا دکن میں ایک سخت جھٹکا بھونچال کا محسوس ہوا بھونچال کا رخ جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھا۔ کیمبرج یونیورسٹی نے ٹراونکور اور کوچین کے نئے مقرر شدہ بشپ رائٹ ریورنڈ چارلس ہوپ گِل کو ڈاکٹر آف ڈیوینٹی کا اعزازی خطاب دینے کی تجویز کی ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ مدراس گورنمنٹ نے سالم ڈسٹرکٹ میں بافندگی کے کام کی ترقی کے لئے ۳۰ ہزار روپیہ دینے کا اعلان دیا ہے۔ دہلی کے مولوی قاضی سرفراز حسین جاپان میں اُس مذہبی کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے چلے گئے ہیں جو عنقریب وہاں ہونے والی ہے۔ پنجاب میں سنہ ۱۹۰۵ء کیلئے بڑے انعامات میلہ جات مواشیان ۹ ہزار روپیہ تقسیم ہونگے۔

مقامی مارواڑیوں نے ۲ نومبر کو ایک جلسہ میں ۵۰ ہزار روپیہ جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ اس سے سودیشی معاملہ کا آغاز کیا جاوے۔ اگر اس میں کامیابی ہوئی تو اس کا سرمایہ دس لاکھ روپیہ تک بڑھا دیا جائیگا۔ پریسیڈنسی کالج کلکتہ سے ایک طالب علم پر پچیس روپیہ جرمانہ اس لئے ہوا کہ وہ سرکار کے خلاف تقریر کرتا اور رنگ پور کے طلبار کا ہمدرد تھا۔ ریاست جے پور میں امساک باران کے سبب غلہ کا نرخ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے۔ ہز رائل ہائینس دی پرنس آف ویلز نے خان صاحب محمد علی مرحوم کے ہاتھ سے بمبئی میں جمعہ مسجد کے دروازے پر گلدستہ قبول کیا۔ ڈھاکہ کے نیشنل سکول کے چار سو طالبعلموں نے اپنے نام کالج سے خارج کرا لئے تین ہزار طلبار نے ایک میٹنگ میں یونیورسٹی کی ضرورت ظاہر کی اور اسی روز ایک قومی مدرسہ قائم کر دیا گیا۔ ایسوسی ایشن زمینداران بنگال کا ۱۰ نومبر کو ایک جلسہ ہوا اور قومی یونیورسٹی کی تجویز پر غور کیا گیا۔ سرگرداس بینرجی جیسے لوگ بھی موجود تھے۔ پرنس محمد بختیار شاہ سی آئی ای ٹمپریری سوسائٹی کلکتہ کے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ لاہور میں پنجاب سودیشی اسٹورس ایسوسی ایشن لمیٹڈ کے نام سے ایک اور کمپنی ۲ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے جاری کرنیکا اعلان کیا گیا ہے۔ آٹھ ہزار حصص پچیس پچیس روپیہ کے ہونگے کمپنی کی غرض ہندوستانی پیداوار اور ساختہ اشیا کے سٹور جابجا قائم کرنے کی ہے۔ پنجاب و کشمیر ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لوہے کا کام کرنے۔ لوہے کی کانیں کھودنے۔ اور دیگر ہر قسم کا اسباب تیار کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ تین لاکھ روپیہ کا سرمایہ تجویز ہوا ہے۔ بابو میاداس صاحب ساہنی وکیل لائلپوری اسی غرض سے لاہور میں مقیم ہونے کو تشریف لائے ہیں اور وہی اس کمپنی کے مینجنگ ڈائرکٹر ہیں۔ پہلے پہل کمپنی لوہے کے کام کا اجارہ لیگی۔ اور ہر قسم کا آہنی مال جو ولایت سے آتا ہے اسی ملک میں تیار کرنے کی کوشش کرے گی۔

یہودیوں کی دستگیری کا امریکن فنڈ ایک لاکھ چوبیس ہزار تک پہنچ گیا ہے۔ زار نے اعلان کیا ہے کہ کاشتکاران کی زمینیں آزاد کی جائینگی۔ اور ٹیکس سنہ ۱۹۰۶ء میں بالکل معاف کیا جاویگا۔ پنجاب یونیورسٹی کا جلسہ کانوکیشن ۲۳ دسمبر کو یونیورسٹی ہال لاہور میں منعقد ہوگا۔ ڈگریاں اور ڈپلومہ وغیرہ پانیوالوں کو ۳۰-۳۰ روپیہ دینا ہوگا۔ بہاولپور میں ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کی یادگار میں عیدگاہ نہیں بلکہ ہسپتال تعمیر ہوگا۔ قرار پا گیا ہے کہ دو ہزار سالہ میں جہادانی دستور قائم رہیگی۔ بارکیں وغیرہ نئی تعمیر ہونگی سوار انفنٹری کے لئے ۳ کمپنی فوج پنجابی مسلمانوں کی جائیگی وہ اس طرح سے بھرتی کی جائیگی ۲ صوبیدار۔ ۵ جمعدار۔ ۳۴ حوالدار۔ ۳ نائک ۵ بگل نواز ۳۴۳ سپاہی کل ۴۰۰ جوان۔ تنخواہ صوبیدار کی ۲ سو روپیہ ماہوار اور ۲۹ روپیہ الاؤنس جمعدار سو روپیہ الاؤنس ۱۲ روپیہ ہاسپٹل اسسٹنٹ ۵۵ روپیہ الاؤنس ۳ روپیہ ۹ روپیہ سپاہی ۱۸ روپیہ الاؤنس پونے تین روپیہ۔ عملہ کی مقررہ تنخواہ اور خانہ ودیوٹی کا مشاہرہ اس کے علاوہ ہے۔ جے پور کے والی ریاست نے شہزادہ ویلز بہادر کے دوران قیام میں اپنی تلوار اُن کے قدموں میں ڈال دی۔ وہ اشیا جنکی قیمت سو روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی ہندوستان سے سیلون کو بذریعہ ویلیو پے ایبل روانہ ہو سکیگی۔

ایڈیٹوریل نوٹس

جاپان میں مسیحیت کے اثر کا ثبوت۔

جاپان اور روس کے درمیان جبکہ صلح ہوگئی تھی اُس وقت جاپانیوں نے لوگوں کے درمیان مسیحی گرجوں کو جلا ڈالا تھا۔ کیونکہ وہ اس صلح سے راضی نہ تھے۔ اور جو ملایمت جاپانی سرکار نے روس کے ساتھ کی ہے اسکی نسبت یہہ خیال کیا جاتا تھا اور اب بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ اثر مسیحیت سے پیدا ہوئی ہے اور کہ یہہ مسیحی لوگ جاپان میں بڑا زور پکڑتے جاتے ہیں۔ اگر صورت یہی ہے تو فی الحقیقت یہہ امر جاپان میں مسیحی تاثیرات کی ماہیت اور وسعت کا ایک انداز کرنے ثبوت اور اقرار ہے۔ اور ساتھ ہی جاپانی طبیعت اور میلان کو بھی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے جو اس تاثیرات کے خلاف تھے۔ ہمارے ہندوستان میں بھی صلح کا میلان اور آرزو حد درجہ کی تھی۔ اگر ہم جاپان کی مشنری رپورٹوں اور بیانات پر ذرا لحاظ کریں جو خود جاپانیوں کے قلم سے نکلے تو ان سے روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے کہ مسیحیت نے وہاں پر خوب جڑ پکڑ لی ہے۔ اور نیز یہہ میں مسیحی سپاہیوں نے جو برتاؤ جاپانی فوج کے ساتھ کیا ہے اسپر غور کریں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحیت نے انکو کوئی ایسی تعلیم نہیں دی جو جاپانی ابن البلد کے فرایض کے متناقض ہو۔

مسیحیت کے عجایبات جسطرح خدا کے صحیفۂ فطرت میں گوناگون اور بیشمار عجایبات اور پیچیدگیاں بھری پڑی ہیں جنکی تفہیم و تحلیل میں انسانی ذہن عاجز اور قاصر رہا ہے اور انکی بھی وہ سب لاینحل پڑی ہیں اور جنکو دیکھکر انسانی عقل کائنات کے وجود کو ایک ذی عقل اور قادر مطلق اور دانا خدا سے منسوب کرتی ہے اُسی طرح اُس کے صحیفۂ الہام میں بھی بیشمار پیچیدگیاں اور عجایبات مملو ہیں۔ اور یہہ ضروری امر ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک نہایت ہی اعلی عالم اور فلاسفر کی تصنیف میں اُن مسائل اور استدلال اور عمدہ ترین عبارت کا ہونا لابدی امر ہے۔ اسی طرح خدا کے کلام میں بھی اُسکی خواص کا ہونا ضروری ہے۔ اِن ہی باتوں سے ایک عالم اور جاہل کی اور خدا اور انسان کی تصنیف میں فرق پہچانا جاسکتا ہے۔ جو نسبت ایسے فلاسفر کی تصنیف کے سمجھنے میں ایک طفل مکتب کو ہے۔ وہی نسبت خدا کے کلام سے انسان کو ہے۔ یہہ امر خدا اور اس کے کلام کو انسان اور اس کے کلام سے علیحدہ اور ممتاز کرتا ہے۔ اگر یہہ فرق نہو تو انسان کے نزدیک خدا کے کلام کی اپنے کلام کی بہ نسبت کوئی خاص وقعت نہوتی۔ یہی صورت اور نسبت بائبل کی دیگر مذاہب کی کتابوں سے ہے۔ یہاں سے بائبل اور صحیفۂ فطرت کی ایک بدیہی اور لازمی مشابہت اور مماثلت مترشح ہے۔ اُن عجایبات میں سے چند ایک یہہ ہیں یعنی خدا کی ہستی میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کا ہونا اور اُن کا باہمی تعلق اور کام۔ خدا کا یسوع میں مجسم ہونا مسیح کا انسان کے گناہوں کی خاطر مرنا۔ اس کا مردوں میں سے جی اٹھنا اور آسمان پر زندہ چلے جانا۔ انسان کا اعمال سے نہیں بلکہ ایمان سے محض مسیح کے ثواب کے سبب سے ہمیشہ کی خوشی اور زندگی کا حاصل کرنا۔ وغیرہا۔ اگر اِن عجایبات کو بائبل سے نکال دیا جائے تو وہ کسی دنیاوی کتاب سے بڑھکے کسی صورت سے نہیں ہوسکتی۔

قومی یونیورسٹی گورنمنٹ بنگال نے جو طلبا کے خلاف ایک سرکلر جاری کیا ہے اسکی وجہ سے قوم کے طلبا اور مدرسین اور بڑے بڑے لوگ سارا ایک قومی یونیورسٹی قائم کرنیکی تجویز کر رہے ہیں۔ اِس طرح سے وہ اِس ملک کی تعلیم کا ذمہ اپنے ہی ہاتھوں میں لینا چاہتے ہیں۔ اِس مقصد سے کلکتہ میں ایک بڑی مجلس قائم ہوئی ہے جسمیں ۵ ہزار سے ۱۵ ہزار تک لوگ جمع تھے تاکہ اِس امر کا فیصلہ کریں کہ قومی یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے کون کون سے وسائل ہونے چاہئیں۔ اِس غرض سے ۷ لاکھ روپیہ فراہم ہوگیا ہے۔ اِس سرکلر سے بجائے اِس کے کہ طلبا پر دباؤ ڈالا جاوے انکا جوش اور غیرت اور زیادہ بڑھتا جاتا ہے اور وہ اور زیادہ وسیع طور پر مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ ڈیلی ٹائمز

آریا وَن کی مکتی اور آواگون۔ جہانتک ہم اپنے آریہ صاحبان کے اِن دونوں مسائل پر غور و خوض کرتے ہیں اور اُن کے باہمی تعلقات پر نظر ڈالتے ہیں نتیجہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونوں متضاد مسایل کا قائم رہنا ناممکن ہے۔ پنڈت دیانندجی نے ستیارتھ پرکاش میں لمبا مقام پر مکتی کی تعریف کی ہے جنمیں سے ایک دو تعریفیں مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آپ صفحہ ۲۹۶ پر یوں فرماتے ہیں کہ "ادھرم اور اگیان سے آزاد ہونا مکتی ہے۔ پھر دکھ سے چھوٹ کر سکھ کو حاصل کرنا اور برہم میں رہنا مکتی ہے (۳۰۱)۔ "پیدا ہونے اور مرنے کی تکالیف سے رہائی پاکر راحت کل سے مواصلت حاصل کرکے آرام میں رہنا مکتی ہے" (۲)

دوسرا مسئلہ آواگون یعنے بار بار جنم لینے یعنے پیدا ہونے اور مرنے کا ہم ہے۔ مسئلہ آواگون منحصر ہے روح کے اور اس کے کرموں کے انادی یعنی ازلی ہونے پر۔ جب روح انادی ہے تو اس کے کرم خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے وہ بھی انادی ہیں پس چونکہ روح اور اس کے کرم ہر دو انادی ہیں لہذا آواگون بھی انادی ہے۔ چونکہ آواگون انادی ہے اس لئے انسان پیدا ہونے اور مرنے کی تکالیف سے رہائی پاکر راحت کل سے مواصلت حاصل کرکے آرام میں انسان نہیں رہ سکتا لہذا یا تو دیانندی آواگون درست ہے یا مکتی کا مسئلہ درست ہے کیونکہ

۲ اس انادی چکر سے انسان کبھی رہا نہیں ہوسکتا بحکم اس اصول متعارفہ کے جس کا آد نہیں اس کا انت بھی نہیں

قرآن کن کے لئے اور کیوں ہے؟

جسطرح جسمانی تندرستوں کے لئے حکیم کی ضرورت نہیں اسیطرح راستبازوں کے لئے کسی الہامی کتاب کی ضرورت نہیں ہوئی۔ لفظ ضرورت ہی اس امر کا مؤید و شاہد ہے کہ اہل ضرورت محتاج بالغیر ہیں۔ اور محتاجی محتاج کی کمی کو ظاہر کرتی ہے جب انسان روحانی طور پر قاصر اور محتاج بالغیر ہے تو اسکی ہدایت اور امداد کیلئے کسی کتاب آسمانی کی ضرورت پڑتی ہے۔

یا بہ الفاظ دیگر کسی آسمانی کتاب کا مقصد اور مدعا یہی ہوتا ہے اور ہونا چاہئے کہ وہ گنہگاروں اور عاجزوں کے فائدہ و تسلی کا موجب ہو۔ لیکن اگر سوال کیا جائے کہ قرآن کس کے لئے اور کیوں آیا؟ تو جواب بالعکس مذکورہ بالا بیان کے پایا جاتا ہے۔ قرآن میں جابجا یہی لکھا ہو کہ یہہ کتاب قرآن متقیوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہو فاسقوں اور فاجروں کے لئے ڈرانیوالا ہے جو کوئی جیسا عمل کریگا ویسا پائیگا۔ فضل اور رحمت کی کوئی آسان راہ اسمیں بتلائی نہیں گئی۔ بجز اعمال حسنہ کے جسکو انسان کماحقہٗ ہرگز عمل نہیں کر سکتے نجات کا کوئی اور طریقہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ تمام قرآن میں ایک آیت بھی اس قسم کی نہیں کہ "اے تم لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو سب میرے پاس آؤ کہ میں تمھیں آرام دونگا۔ میرا جوا اپنے اوپر لے لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں اور تم اپنے جیوں میں آرام پاؤ گے۔ کیونکہ میرا جوا ملائم اور میرا بوجھ ہلکا ہے۔ اور ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے۔ بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ میں دے۔ کیونکہ ابن آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہے"۔

ان مذکورہ صدر باتوں سے قطع نظر کسی قسم کے منطقی اور عملی مباحثہ کے ناظرین مقابلہ کر کے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ بالمقابل انجیل کے قرآن سے گنہگاروں کو کیا اطمینان اور توقع ہو سکتی ہے؟ اگر وہ صرف قرآن ہی کی مداومت کریں اور اسی پر اپنا کل بھروسہ رکھیں تو کیا کوئی ایسی وجہ انکو نظر آسکتی ہو جس سے ہمیشہ کی زندگی کی امید انکو ہو سکتی ہو؟ قرآن ڈراتا ہے مگر انجیل خوشخبری سناتی ہے۔ قرآن انصاف لاتا ہے مگر انجیل ایسی عجیب محبت اور اس کا بے نظیر اظہار پیش کرتی ہو کہ انسان کی سمجھ سے بھی بعید اور بلند ہے مگر ہے مفید اور کارگر۔

ہندوستان کی دولت۔ سر گلفرڈ

مولسورتھ صاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای نے اپنے اُس درس میں جو انہوں نے انسٹیٹیوٹ آف سول انجنیرس کے ممبران کے سامنے دیا ہند کی دولت کثیر کی طرف ذیل کی عبارت میں اشارہ کیا ہے۔

"اسمیں بیشمار طبعی مال و دولت موجود ہی خواہ وہ معدنی ہو خواہ صنعتی۔ مگر یہہ سب کی سب ایک خاص حد تک غیر منکشف ہیں۔ جہانتک کہ کوئلوں کی کانیں کھودی گئی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ کوئلے کی کانیں۔ ۳۵ ہزار مربع میل تک وسیع ہیں اور اندازہ کیا گیا ہو کہ انمیں ۲۰ ارب ٹن (ٹن قریب ۲۸ من) کوئلہ موجود ہو۔ ان کانوں میں بعض تہیں کوئلوں کی ۱۰۰ فٹ تک موٹی ہیں۔ بنگال اور آسام میں ایسا کوئلہ موجود ہو جسکی طاقت تبخیر درمیانہ درجہ کے ولایتی سٹیم کول کی طاقت تبخیر کے قریب مساوی ہو اگرچہ ابر ڈیپ کے سٹیم کول کی طاقت تبخیر سے ادنٰی ہے۔ ہند کے بعض حصوں میں لوہا بڑی غیر معمولی اور یگانہ قسم کا ہوتا ہے۔ اس کے تمام انبار اور قطارین بالکل خالص قسم کی ہوتی ہیں۔

ہر قسم کا عمدہ عمدہ لوہا۔ مقناطیس۔ مٹی کا تیل۔ سونا چاندی۔ الومنیم۔ اسپاٹ۔ ٹمین۔ تامبا۔ چونا۔ میگنیسیا نمک۔ سوڈا وغیرہ وغیرہ۔ ہر قسم کی لکڑی جو عمارت کے کام آتی ہیں۔ ہر قسم کے اناج۔ روغن دار بیج۔ ربڑ۔ تماکو چاء۔ کافی۔ کوکو۔ گڑ۔ شکر۔ مصالحہ۔ رنگ۔ کپاس جوار، باجرہ۔ بھنگ سن الغرض بیشمار پیداوار ہوتی ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ اس معدن و دولت کو ترقی دینے اور منکشف کرنے میں ابراخواب غفلت میں غرق ہیں۔ عوام لوگ جنپر اس کام کا دار و مدار ہے جوق جوق ملازمت اختیار کر رہے ہیں۔ مشترکہ سرمایہ والی کمپنیوں کی قلت ہے۔ مگر مشترکہ سرمایہ کے اصول نے بھی ابھی ہند میں اپنے پاؤں خاطرخواہ نہیں جمائے۔ اور ایک وجہ اس کسر کی یہہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر بھروسا اور اطمینان نہیں رکھتے ایک اور بھاری سبب اس کا یہہ ہے کہ لوگ اپنے کام کے نتیجہ کو بڑے بے ہمتی اور بزدلی کے ساتھ دیکھتے ہیں جسکی وجہ یہی ہو کہ وہ مختلف قسموں کی صنعت و حرفت کی اصلیت سے بالکل واقف نہیں ہیں۔

یقین کیا جاتا ہے کہ تعلیم اس مرحلے کو حل کریگی کیونکہ تعلیم اچھی ہے اور اس سے اسمیں بہت مدد اور علم حاصل ہو جاویگا۔ مگر اس سے تمام رکاوٹیں زایل نہونگی اس کام کے لئے صرف ضرورت کی حاجت ہو کیونکہ جب ضرورت انسان کو آن پڑتی ہے تو رفتہ رفتہ سب کچھ ہوجاتا ہے جیسا کہ ایک انگریزی مثل ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔ اب یہہ ضرورت سودیشی دستو موومنٹ سے پیدا ہو گئی ہے۔ اگر صورت یہی رہی بلکہ اس سے زیادہ ترقی کر لی گئی تو ضرورت ہندوستانیوں کو کسی بات کے لئے کسی غیر ملک میں جانے کی محتاج نہ رکھیگی۔

جرمنی اور فرانسیسی زبانیں ہند میں

یہہ امر موجب ابتہاج ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ ہندوستانی بھائیوں کو اب موجودہ یوروپین زبانیں سیکھنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک گونہ اس مفید مرحلہ میں ہمارے ہندوستانی بھائی گامزنی بھی کرنے لگے ہیں۔ جو طلبا اعلیٰ درجہ کی تعلیم پانے کے مشتاق ہیں مثل

ریاضی یا علوم طبعی یا علم طب کے وہ اِن علوم میں مہارت کبھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ جرمنی اور فرانسیسی زبانوں سے کماحقہ واقف نہوں۔ کیونکہ اِن علوم کے متعلق صرف انہیں زبانوں میں نہایت ہی عمدہ اور ضروری تصنیفات پائی جاتی ہیں۔ ہمعصر پائنیر ۲۹ ستمبر کے پرچے میں سنہ ۱۹۰۴ء انڈین یونیورسٹی ایکٹ کے تحت میں الہ آباد یونیورسٹی کے قواعد پر نوٹ کرتے ہوئے یوں کہتا ہے۔ "ایک مشہور فرانسیسی عالم نے یہہ کہا ہے کہ جو شخص کسی قسم کی تحقیق کے صیغہ میں گامزنی کرنا چاہتا ہے لازمی ہے کہ وہ تین یعنی فرانسیسی اور انگریزی اور جرمنی زبانیں ایسی عمدگی سے اور کافی طور پر جانتا ہو کہ اُن مضامین کی کتابیں بخوبی پڑھ سکے۔ فی الواقع اگر ہم اُن مشکل مضامین میں سے جنکی تعلیم ہند کی یونیورسٹی میں دیجاتی ہے کسی کا ذکر کریں مثلاً ریاضی، علم طبعی، کیمسٹری، سنسکرت، عربی، فارسی تو ہم اُن نہایت ہی ضروری کتابوں کا نام لے سکتے ہیں جو فرانسیسی اور جرمنی زبانوں میں ہیں اور جنکا ترجمہ انگریزی میں ابتک نہیں ہوا۔ اِس سخت عیب کو تعلیم کی سِسٹم میں سے دور کرنے کیلئے سرکار نے قدم بڑھایا ہے" (خالصہ ایڈوکیٹ) ۔

رومن کیتھولک پوپ اور بائبل کا

ترجمہ۔ تاحال رومن کیتھولک مذہب والوں کے پوپ کا یہہ حکم اور دستور رہا ہے کہ بائبل کے ترجمے کسی زبان میں نہ کئے جاویں مگر صرف لاطینی زبان ہی میں پڑھی اور کسی نوزبان میں اسکی منادی یا تشریح کیجاوے جسطرح کہ ہندو مسلمان کرتے آئے ہیں اور ابتک کرتے ہیں۔ مگر موجودہ واقعات کو مدنظر رکھکے انہوں نے اِس بات میں ایک نئی پالیسی پر کاربند ہونا شروع کر دیا۔ اور انجیل کے ترجمے کرا دیئے ہیں جو چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ اٹلی میں شائع ہوگئے۔ ایک رومن اخبار کا بیان ہے کہ آجکل اطالیانی زبان میں انجیل کے ترجمے اٹلی میں سینٹ جیروم کی سوسائٹی کے کارکنان کیطرف سے طبع ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ اِس کا ترجمہ [illegible] کی ہے۔ موجودہ پوپ نے اپنے عہدہ پر مامور ہوتے ہی اِن دونوں عالموں کو واٹیکن میں بلالیا جب پوپ انکے دفتر میں تشریف آور ہوئے تو یہہ دونوں عالم اُس کے حضور سجدے میں گرے۔ پوپ نے ان کو اٹھایا اور انہوں نے اُس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔ جب انہوں نے پوپ سے درخواست کی کہ اِس نئی کتاب پر اور اشاعت انجیل پر آپ برکت دیں تو پوپ نے ذیل کی تقریر کی:

میں بڑی خوشی سے اور دونوں ہاتھوں اور پورے دل سے برکت دیتا ہوں کیونکہ میں کوئی شک نہیں کرتا کہ یہہ تصنیف نہایت ہی عمدہ پھل لائیگی اور خدا نے اُسپر برکت دیدی ہے جسقدر زیادہ ہم انجیلوں کو پڑھتے ہیں اُسی قدر ہمارا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ اناجیل وہ نوشتے ہیں جو ہر ایک شخص کے لئے اور ہر حالت میں مفید ہیں۔ میں عوام الناس میں رہ چکا ہوں اور جانتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا بات انکو پسندیدہ ہے۔ بائبل کے سادہ ترین بیانات انہیں سناؤ اور لوگ بڑی توجہ سے تمہاری سُنینگے اور مبارک نتائج اِس سے پیدا ہوں گے۔ تمہارا مقصد اناجیل کی اشاعت ہے۔ تم ایک شریف کام کر رہے ہو بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ دہقان اپنے [illegible] اور روزمرہ کے طرز خیال سے نوشتوں کو پڑھنے کے بعد کچھ فائدہ نہ اُٹھائینگے یہہ غلط ہے۔ اوسط درجہ کا دہقان ہماری توقع سے بڑھکر زیادہ عمدگی سے خیالات اور نوشتوں سے صحیح بلکہ بسا اوقات منادوں سے بھی اچھا نتیجہ نکال سکتا ہے۔ اور صرف عوام الناس اور ادنی درجہ ہی کے لوگ نوشتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پریسٹوں کے پاس خواہ کتنی تازہ کتابیں اور نصیحتی کتابیں کیوں نہوں انہیں سے ایک بھی اناجیل سے بڑھکر نہیں ہے۔ یہہ نصیحت کی لاثانی کتاب بھی زندگی کی بھی روٹی ہے۔ میں اُن سبھوں پر جو اتوار کو یا کسی اور دن پر انجیل کی منادی کرتے سنتے یا پڑھتے ہیں خاص رسولی برکت دیتا ہوں۔ میں سینٹ جیروم کی سوسائٹی کے تمام ممبران اور اُن سبھوں پر جو انجیل کے پھیلانے کے مقدس کام کے ممد ہیں برکت دیتا ہوں"۔

یہہ ماجرا حیرت افزا اور نہایت ہی مسرت بخش اور بابرکت ہے کہ کبھی بھی ایسی تحریک وقوع میں نہیں آئی۔ یہہ پالیسی نہایت ہی پُر اثر اور عقلمندی سے اور خدا کی مرضی سے ہے۔ بیسویں صدی کے مشہور واقعات میں سے ایک نہایت ہی بارآور واقعہ ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اِس کام پر برکت بخشے اور وہ وقت جلد آئے کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ملکر خدا کے نام کو دنیا میں بلند کریں۔

جاپان میں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔

جاپان میں ایسوسی ایشن کے کام کی رپورٹ بابت سنہ ۱۹۰۴ء سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود جنگ اور اِس خاص توجہ کے جو سپاہیوں کے کام پر دیجاتی تھی اِس ایسوسی ایشن نے بڑی اطمینان اور کامیابی سے کام کیا۔ اور اِس ترقی کی خاص وجہ وہاں کے دیسی سکرٹریوں کی بہت زیادہ [illegible] اور جدوجہد ہے۔ ٹوکیو، یوکوہاما، کوبے اور کیوٹو کی ایسوسی ایشنوں میں جاپانی سکرٹری ہیں جو گذشتہ سال بڑی جانفشانی سے کام کرتے رہے۔ مگر اوساکا کی ایسوسی ایشن میں ایک غیر مستقل سکرٹری تھا۔ علاوہ اِس کے کئی ایک جوان سکرٹری کے عہدہ کی تیاری کیلئے تعلیم پا رہے ہیں۔

"شہر کی ایسوسی ایشنیں امسال الائنس میں داخل ہو گئی ہیں سنہ ۱۹۰۴ء میں طلبا کی چھ ایسوسی ایشنیں



الاُمیں میں داخل ہوئیں۔ الیسوسی ایشنوں نے اس امر کی ضرورت محسوس کر لی ہے کہ جوانوں کے لئے ایک ایسا مکان ہو جہاں اُن کے دینی اور مجلسی کتابیں موجود ہوں اور رسائی۔ کیوٹو۔ کوماموٹو اور ٹوکیو کے طلبا نے بھی اس قسم کے مکانات کے مقرر کرنے اور بڑے بنانے کی طرف تحریک کی ہے۔ صرف ٹوکیو ہی میں ایسے بارہ گھروں کی ضرورت ہے کیونکہ صرف وہاں ہی پچاس ہزار طلبہ موجود ہیں۔ ٹوکیو امپیریل یونیورسٹی اور فرسٹ ہائیر سکول کے کام کے حلقہ میں کام ایسا وسیع ہوگیا ہے کہ ان بڑے بڑے ایسوسی ایشنوں کے لئے دو علیحدہ الیسوسی ایشنیں معین کرنے کی تجاویز مکمل ہوگئی ہیں ۔

بیقراریٔ قلبی کا علاج۔ کہتے ہیں کہ ایک فرانسیسی شریف زادہ ایک مسیحی طبیب کے پاس آیا۔ اور اُسے کہنے لگا کہ "جناب! میں نہیں جانتا کہ مجھے کیا ہوگیا۔ مجھ پر ایک نہایت ہیبتناک دباؤ پڑا ہوا ہے۔ میری زندگی مجھ پر محض ایک بار ہے۔ اور رات کے وقت مجھے مطلق نیند نہیں آتی۔" ڈاکٹر نے اس کا ملاحظہ کیا مگر ان کو اُس کے بدن میں کوئی نقص یا شکایت معلوم نہ ہوئی۔ ڈاکٹر کی میز پر بائبل موجود تھی۔ اس نے فوراً اسکو کھولکر یسعیاہ کا ترپنواں باب نکال کر اُس فرانسیسی شریف زادے سے کہا "وہ آیا تو جسکی ہمکو ضرورت ہے یہہ ہے۔ یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھا لیا [redacted] ہمارے گناہوں کے سبب گھایل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔" جناب ہمکو اسی شفا کی ضرورت ہے" فرانسیسی شریف زادے نے کہا۔ "میں اسپر یقین نہیں رکھتا۔ میں بائبل پر ایمان نہیں لاتا۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "تم نہیں پر تمکو ہرگز شفا حاصل نہ ہوگی تاوقتیکہ تم اس شفا کو نہ جانو۔" نتیجہ اس کا یہہ ہوا کہ اس وقت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ فرانسیسی نجات دھندے پر ایمان لے آیا۔ اور الٰہی خوشی اس کے دل سے رواں ہوگئی۔ اکثر لوگ ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں اور ڈاکٹر پہچان نہیں سکتے کہ مرض کیا ہے اور دوا پر دوا دیتے چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کو دل کی پاکیزگی کے لئے جس دوا کی ضرورت ہے وہ یسوع مسیح کا خون ہے۔ وہ بیشمار مریض جو آج اطبا کے زیر علاج ہیں اسی وقت کامل طور پر صحت یاب ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے دلمیں نجات کی خوشی موجود اور جوش زن ہو۔ خواہ جسم ہو۔ خواہ روح خدا زندگی کی خوشی کے سوائے اُس کے لئے کوئی اور خوشی نہیں ہے ۔

چین میں مسیحیت کی اشاعت کا قابل تقلید طریق۔ مسٹر جہانگیر کوٹھاری بمبی کے مشہور پارسی سیاح جنہوں نے چار مرتبہ کل دنیا کے گرد سفر کیا چین میں عیسائی مذہب کی اشاعت کے متعلق حسب ذیل لکھتے ہیں۔ "شنگھائی میں قیام کے وقت سکاوی قصبہ میں گیا جو پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں میں نے عیسائی مشنریوں کی سرگرمی دیکھی۔ اس قصبہ کو فرنچ مشنریوں نے بڑی دقتوں کے بعد چینی گورنمنٹ سے خرید کیا ہے۔ یہاں مشنری رہتے ہیں جو اس کے اندرونی معاملات کے کُل منتظم رہتے ہیں۔ یہہ سب چینی لباس پہنتے ہیں۔ چینیوں کی طرح چوٹی رکھاتے ہیں۔ اور مذہب کے سوا ہر بات میں چینی بن جاتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیوں کے مدرسے یتیم خانہ۔ لاوارثوں کے اسپتال۔ وغیرہ سب انہیں کے ہیں جن کے چلانے کے لئے فرانس کے پرائیویٹ اشخاص چندہ دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ صنعت و حرفت کا کالج بھی کھلا ہے۔ جس میں سینکڑوں لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ سب مشنری چینی زبان فصاحت سے بولتے ہیں اور سب چینیوں سے ملا جلا کرتے ہیں۔ یہہ اپنے پاس ہر وقت ادویات کا صندوقچہ رکھتے ہیں اور پاپیادہ ملک کے اندرونی قصبوں میں چلے جاتے ہیں اور بیماروں کا علاج کرتے ہیں کبھی کبھی انکی زندگی خطروں میں پڑ جاتی ہے۔ مگر یہہ مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ محنت سے مطلق نہیں گھبراتے خدمتگار غلام بیلوں کی طرح جتے رہتے ہیں۔" (دکیہ گزٹ)

ہم دل سے انکی تعریف اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انکو اور زیادہ ہمت اور طاقت اور سامان عنایت کرے کہ وہ اور زیادہ سرگرمی اور جانفشانی سے کام کریں۔ اور ساتھ ہی اپنے ہندوستانی مسیحی بھائیوں اور خادمان دین اور مبشران انجیل اور مشنری صاحبان کو اُن کے نمونہ کی تقلید کے لئے آمادہ کرتے ہیں کہ مسیح کے ہند کو فتح کرنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ ہم مسیحیوں کا فرض ہے کہ اس کے کلام کی اشاعت میں جان سے کوشش کریں۔ کیا کسی مشن کے ملازم بوثوق کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی ویسی ہی جدوجہد کر رہے ہیں؟ اگر جواب اس کا اثبات میں ہے تو ہم انکو مبارک کہتے ہیں ۔

مہاراجہ دربھنگہ نے بحیثیت صدارت دھرم مہا منڈل پریسیڈنٹ کے حضور پرنس کو پیغام خوش آمدید بھیجا ویسا ہی ایک پیغام مہا جگت منڈل کے وائس پریسیڈنٹ نے بھی بھیجا۔ اہل ہنود کا خیر مقدم تھا ۔

کلکتہ میں یادگار لارڈ کرزن کے لئے جنرل وائٹ کو کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ ہم بھی جلد شایع کریں گے ۔

صاحب امیر کابل موسم سرما میں جلال آباد آنا چاہتے ہیں یہاں جلال آباد میں عظیم الشان جلسہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں ۔

مراسلات

نمبر (۱۵)

(سلسلہ کیلئے دیکھو ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء کا پرچہ)

جبکہ ہم خاندانی عبادت گاہ میں دعا مانگتے ہیں تو ہمیں اور برکتیں مانگنے سے پیشتر ان برکتوں کے لئے خدا کا شکر بھیجنا چاہیئے جو مل چکی ہیں۔ اگر ہمارے دل شکرگذاری محسوس کرتے ہیں تو ہمارے لبوں سے خواہ مخواہ شکرگذاری ظاہر ہوگی لیکن اگر ہمارے دل شکرگذار نہیں ہیں تو ہماری شکرگذاری کے تمام اقرار اور اظہار خدا کے حضور میں بطور تمسخر کے ہونگے ۔

گناہ اور بھول چوک کا اقرار بھی ہماری دعا کے ساتھ ضرور شامل ہو اور ہم ان برکتون کے لئے بھی درخواست کریں جو بطور خاندان کے ہمیں ضروری ہیں۔ دعا بھی تمام باتوں کے لئے مخصوص ہونی چاہیئے۔ یعنی شکرگذاری اقرارات اور مناجات کے لئے خاص خاص باتوں کا بیان بھی ہونا چاہیئے۔ بعض دعائیں ایسی عام ہوتی ہیں۔ کہ ان کے خاتمے پر مشکل سے پتہ لگتا ہے کہ کسی خاص بات کے لئے خدا کا شکر ادا کیا گیا ہے۔ کون گناہوں کا اقرار کیا گیا ہے یا کن باتوں کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ وہ کونسا خاندان ہے جسکو ہر روز کوئی نہ کوئی موقع شکرگذار ہونے یا درخواست کرنے کے لئے نہ ملے گھر کا کوئی شخص بیمار پڑ گیا ہے یا بیماری سے تندرست ہوگیا ہے کوئی تنزل آگیا ہے یا آزمائش سے رہا ہوا ہے۔ کوئی لمبے سفر کو جانے کے لئے تیار ہے یا کوئی سفر سے صحیح و سلامت واپس آیا ہے کوئی شخص شاید اجنبی خاندان میں شریک ہوا ہے یا ہمیشہ کے لئے اسے چھوڑتا ہے شاید گھر میں موت آگئی ہے یا شاید شادی کے گھنٹے بجتے ہیں یہہ ساری خاص باتیں خاندانی عبادت گاہ میں یاد کی جاویں اس طریقہ سے ہمارے بچے سیکھینگے کہ اپنی تمام خوشیوں اور رنجوں کو خداوند کے حضور میں لیجاویں ۔

علاوہ بریں تمہاری خاندانی دعائیں دستور پرستی نہ ہو دعا کی لیکوں میں مت پھنس جاؤ دعا خدا کے حضور میں خاندان کی حقیقی ضرورت کا اظہار ہو اسمیں ایسی سرگرمی ہو جو کہ خدا کے ساتھ روح کی زندہ رفاقت رکھنے سے پیدا ہوتی ہے وہ ساری باتیں اور اشخاص جو خاندان سے باہر ہوں یعنی ہمسائے بیمار۔ کلیسیا اور جماعت سب کے سب اس دعا میں یاد کئے جاویں بے جان لمبی اور ظاہرداری کی نسبت بہتر ہے کہ وہ چھوٹی جاندار اور سرگرمی کی دعا ہو۔ لمبی دعائیں خلوت میں مانگی جاویں وہاں انکی ضرورت ہے ۔

اور جو کچھ کہ خاندانی عبادتگاہ میں مانگا گیا ہو اسی کے مطابق دن بھر چلنا چاہیئے بعض آدمی صبح کو تو یہہ دعا کرتے ہیں کہ ان کے بچے مسیحی ہو جاویں اور جب باہر جاتے ہیں تو اپنی چال سے یہہ دعا کرتے ہیں کہ وہ دولتمند ہو جاویں ۔

آدمی کے لئے یہہ فضول ہے کہ صبح کو وہ اس بات کے لئے دعا مانگے کہ مسیح اس کے دلمیں بسے اور تمام دن مسیح کے فضل کو بڑھانے کے لئے کچھ تکلیف نہ اٹھاوے اس سے کیا فائدہ کہ صبح کو تو دل کی تبدیلی کے لئے دعا مانگی جاوے اور تمام دن کوئی ایسی بات یا کام نہ کیا جاوے کہ جسے مسیح کی بادشاہت کی ترقی ہو۔ ان دونوں باتوں میں مطابقت کہاں رہی کہ ہم تو مسیح کی بادشاہت کے دنیا میں پھیل جانے کے لئے دعا کریں اور پھر اپنی بیوقوف عادت کی خاطر ایک دن یا ایک ہفتے میں اسقدر روپیہ صرف کر ڈالیں جسقدر کہ ہم سال بھر میں بادشاہت کی ترقی کیلئے مشن میں دیتے ہیں یہہ چاہیئے کہ ہماری روزمرہ کی زندگی ہماری خاندانی عبادت کی دعاؤں کے مطابق ہو اور انہیں زور بخشے ورنہ ہماری دعاؤں کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلیگا جب ہم خیال کرتے ہیں کہ ہماری دعاؤں ہاں پرجوش دعاؤں اور ہماری روزانہ زندگی کے درمیان کیسی تھوڑی مطابقت ہے تو اسمیں کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ مسیحی خاندانوں کے بہت سے بچے بڑے ہوکر شرارت کی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں ۔

بعض خاندانوں میں یہہ ایک نہایت ہی عمدہ رسم ہے کہ ہر اتوار کی شام کو دعا کی مجلس ہوتی ہے جسمیں کل خاندان چھوٹے سے لیکر بڑے تک دعا مانگتا ہے اگر ہم بچوں کے ساتھ جبکہ وہ ہنوز چھوٹے ہوتے ہیں اس طور پر کرنا شروع کریں تو انکو دعا مانگنے کی عادت ہو جاویگی ۔ اور ان کے لئے مسیحی زندگی میں بڑھنا اور مسیح کا اقرار کرنا زیادہ آسان ہوگا مناسب نہیں ہے کہ عام ملاقاتوں کی زیادتی کے باعث خاندان کی دینی مجلس میں اتوار کے روز خلل پیدا ہو کیونکہ اس روز ہفتے کے اور دنوں کی نسبت دینی مطالع زیادہ ہونا چاہیئے ۔

بعض گھروں میں خاندانی عبادت صرف سبت کے ہی دن کی جاتی ہے یہہ نہ ہونے سے تو کہیں بہتر ہے لیکن روز روز کیوں نہیں کی جاتی ہے کیا خدا ہمکو برکتیں روز روز نہیں دیتا ہے؟ کیا ہمیں اُس کی مدد اور حفاظت کی روزمرہ ضرورت نہیں ہے؟ اور کیا ہمیں اپنے اور اپنے بچوں کے لئے خاندانی عبادت کی تاثیر کی روزمرہ حاجت نہیں ہے!

جناب اڈیٹر صاحب۔ تسلیم کے بعد عرض ہے۔ کہ مہربانی کر کے ذیل کے چند الفاظ کو اپنے اخبار گوہربار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ مہربانی ہوگی۔

عرصہ ہوا۔ کہ میں نے اپنے عیسائی بھائیوں سے ۱۔ قرنتیوں باب ۱۲ ۔ آیت ۲۲ کی تشریح کیواسطے عرض کیا تھا۔ لیکن میرے کسی بھائی نے اپنی توجہ کو اس طرف

مبذول نہیں فرمایا ہے۔ اب دوبارہ سب بھائیوں اور خصوصاً نورپوری نامہ نگار سے اس کا مطلب بیان کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ اس طرح کے مضامین کے واسطے اپنا بیش قیمت وقت خرچ فرما رہے ہیں۔ امید ہے۔ کہ صاحب موصوف یا کوئی اور صاحب میری اس درخواست پر توجہ دیکر مشکور فرماوینگے۔ فقط

راقم۔ ولسن از پچھان کوٹ۔

مرزا صاحب رئیس قادیاں کی دہلی میں علمی دعوت

مرزا صاحب رئیس قادیان دہلی میں تشریف لائے تھے میں نے مفصلہ ذیل مضمون حضرت اقدس کی خدمت فیضدرجت میں ارسال کیا تھا مرزا صاحب ممدوح نے کچھ جواب باصواب عنایت نہ فرمایا اور دہلی سے تشریف لے گئے اب میں بذریعہ اخبار یہہ مضمون اسلیے شائع کرتا ہوں کہ مرزا صاحب یا حواریان مثیل مسیح اس کے جواب شافی تحریر فرماویں۔

توجہ فرمائے من حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیانی دام اقبالہٗ

بعد سلام سنت الاسلام کے واضح ہو وے۔ کہ سوالات مندرجہ ذیل کے جوابات تحریری مہری و دستخطی قبل از روانگی دہلی راقم پاس بذریعہ ڈاک یا بدست آدمی بھیجدیں عین عنایت ہوگی۔ اور یہہ عریضہ بذریعہ بیلبل ڈاک ارسال خدمت ہے ؛

۱۔ آپ اپنے مسیح موعود ہونے پر خود بھی ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ اور اسکو جزو ایمان سمجھتے ہو یا نہیں۔

۲۔ کیا مومنین آپ کی ازواج مطاہرات سے بعد انتقال کر جانے حضرت اقدس کے نکاح کر سکتے ہیں۔ یا وہ مثل ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین پر حرام ہونگی ؛

۳۔ کیا آپ کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ مومنین کے لئے وقف ہوگی مثل جائداد سارت مآب کے یا ورثا اُس کے مالک ہوں گے۔

۴۔ آپ نے اپنا خلیفہ مقرر کیا یا نہیں جیسا اکثر انبیا علیہ السلام نے کیا ہے اگر کیا ہو تو اُن کے نام گرامی سے اطلاع بخشیں ؛

راقم خادم العلماء غلام حسین قریشی عفی اللہ عنہ۔ از دہلی بازار کٹرہ ٹبریاں متصل مسجد حمام۔ مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۰۵ء

اگر جواب مرحمت نہیں فرمایا گیا تو مضمون بالا طبع کرا دیا جاویگا ؛

معرفت الٰہی ۲ع

دنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ پہچانا فرنت اُم انسانی عقل کے بندے ناستک۔ ہمہ اوستی صوفی۔ انسانی عقل کے مطابق معرفت کا بہت کچھ دم بھرتے ہیں۔ لیکن انسان کی حکمت خدا کے سامنے بیوقوفی ہے۔ اس لئے جو کچھ انکا دعویٰ خدا کی پہچان کی نسبت ہے۔ وہ صرف عقلی تجویز اور کوتاہی عقل کا اظہار ہے۔ وہ اپنی ایجاد کردہ تجویزوں۔ یا بزرگان سلف کی روایتوں سے دلی تسکین حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے معرفت کے لق و دق میدان میں پیاسے سرگردان پھرا کئے اور اجتک پھرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی حکمت سے خدا کے پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اُس الٰہی حکمت کو جسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے جس کا بیان نمبر اول میں ہوا ہے یعنی المسیح کو حاصل نہیں کرتے۔ جسکی نسبت رسول پولوس نے فرمایا ہے کہ مسیح خدا کی حکمت ہے۔ چونکہ یہہ خدا پرست انجانے بے راہ جاتے ہیں۔ لہٰذا منزل مقصود تک نہیں پہنچتے ؛

چنانچہ محمدی صوفیائے اکرام کا حال جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب اُن کو قرآن اور شریعت سے تسکین دلی اور آرام قلبی حاصل نہ ہوا۔ تو خدا کے اصول میں سرگردان ہوئے۔ اور آخر خدا کی قدرت کو ہی خدا جھکر سب مخلوق میں خدا کا ظہور سمجھا۔ اور اہل ہنود کے خیال کے مطابق انسان۔ حیوان۔ درخت۔ پتھر غرض کہ ہر شے میں خدا کا ظہور دیکھنے اور جاننے لگے۔ اور اُس ہمہ اوستی کے گرداب میں ایسے چکر کھائے۔ کہ ناستک کے درجہ تک پہنچ گئے۔ ایک نظر سے خدا کو جواب دے بیٹھے ان محمدی صوفیوں نے خدا کے پانے کے چار درجے رکھے ہیں۔ اول طریقت۔ دوم شریعت۔ سوم حقیقت چہارم معرفت ؛

طریقت سے مراد کسی بزرگ کی پیروی کرنا جسکو وہ شیخ کے لقب سے پکارتے ہیں شیخ کا یہہ کام ہے۔ کہ وہ اپنے طالب کو شریعت کا رستہ بتلاوے۔ جسکو وہ مرشد کے نام سے پکارتے ہیں۔ مرشد اُسکو شرع شریف کی راہ و رسم سے آگاہ کرتا ہے جب طالب شریعت یا اپنے مرشد میں خیالی طور پر غرق ہو جاتا ہے۔ تب مرشد اُسکو حقیقت کا پتہ دیتا ہے۔ اور یہہ حقیقت رسول سے حاصل ہوتی ہے جسکو وہ منجانب اللہ تصور کرتے ہیں۔ جب طالب رسول کے خیال میں محو ہو جاتا ہے۔ تب رسول سے اُسکو معرفت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جب طالب معرفت کے درجہ پر بذریعہ رسول پہنچتا ہے۔ تو خدا میں فنا ہو جاتا ہے۔ اب اسلامی تصوف کے قواعد کے مطابق اسکی ترتیب یوں ہوئی۔ یعنی معرفت کا آخری درجہ فنا فی اللہ حاصل کرنے کے واسطے ضرور ہے کہ

طریقت اول طالب فنا فی الشیخ ہو۔
شریعت دوئم طالب فنا فی المرشد ہو۔
حقیقت سوئم طالب فنا فی الرسول ہو۔

معرفت چہارم۔ طالب فنا فی اللہ ہو جائے جسکا مطلب یہہ ہے کہ طالب یا عاشق کی ہستی آخری درجہ حاصل کرتے ہی معدوم ہو جائے۔ جیسا کہ قطرہ سمندر میں مل جاتا ہے۔ چونکہ ان طالبان حق کو شیخ ہی سے یہہ تعلیم دیجاتی ہے کہ اپنے مطلوبوں کو خدا ہی کا ظہور سمجھیں۔ اِس لئے یہہ کفر و اسلام والے ہرکس وناکس کو خدا کی درجہ دیکر جسکو چاہتے ہیں حقیقی محبوب (اللہ) جا لیتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ صوفی علی کو خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ سُنّی محمد صاحب کو خدا بنا لیتے ہیں غرض کہ جو ان کی نظر میں زیادہ پیارا ہو۔ وہی خدا خدا کا ظہور ہے۔ انکا عقیدہ یہہ ہے کہ پیر من خس است۔ اعتقاد من بس است۔ لیکن رسول کے فرمان کے مطابق انسان نے اپنی حکمت سے خدا کو نہیں پہچانا۔ ایسے لوگ حقیقی مراد کو نہیں پہنچتے۔ اور اُن کی تسکین نہیں ہوتی۔ اِس لئے ہمیشہ نئے نئے مرشد ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اور بجائے حقیقی چشمہ حیات کے ٹوٹے ہوئے حوض کھودتے ہیں جنسے پیاس نہیں بجھتی یرمیاہ ۲ / ۱۳

لیکن اگر ہم صوفیائے اکرام کے اِس مسئلہ کو خدا کے کلام کی کسوٹی پر پرکھیں۔ تو اصولی طور پر یہہ طریقہ بالکل راست اور درست ہے۔ اِس مسئلہ کی بنیاد ہی کلام الٰہی پر ہے۔ یہہ لوگ طالب ہادیوں اور مطلوبوں کی پہچان میں غلطی کرتے ہیں۔ اِس لئے حقیقی مطلوب تک نہیں پہنچتے۔ اب میں یہہ چاروں حقیقتیں بائبل سے ثابت کرتا ہوں۔ یہہ مسئلہ بڑا غور طلب ہے ناظرین اسپر توجہ فرماویں۔ یہہ کہکر رد نہ کردیں۔ کہ ہماری موجودہ کلیسیا کے مطابق نہیں۔ کچھ نہیں۔ صرف یہہ دیکھو کہ کلام کے مطابق ہے یا نہیں۔

اول کلام الٰہی میں ہم بزرگوں کا طریق پاتے ہیں۔ جنکو صوفیوں کی اصطلاح میں شیخ کہتے ہیں خدا کا علم دنیا میں انہی بزرگوں کے ذریعہ شروع ہوا۔ یعنے ابراہام۔ اضحاق۔ یعقوب سے۔ انہی شیخان کے پاس جبکہ تمام دنیا بت پرستی میں غرق تھی خدا کا علم تھا۔ لیکن اِن بزرگوں کے گذرنے پر آہستہ آہستہ یہہ علم نہ صرف دنیا سے بلکہ انکی اولاد سے بھی معدوم ہوتا گیا۔ اور تمام دنیا گمراہی میں غرق ہو گئی۔ بنی اسرائیل مصر کی تمام کفر پرستی اور شرک میں شریک ہو گئے تب

دوم شریعت یعنے مرشد کی ضرورت ہوئی سو خدا تعالیٰ نے موسیٰ کی معرفت دنیا کے سامنے اسکو پیش کیا۔ لیکن جبکہ شریعت سے بھی انسان کی پیاس نہ بجھ سکی۔ بلکہ انسان اور بھی خدا سے دور ہو گیا ہے کیونکہ شریعت سے صرف گناہ ہی کی پہچان حاصل ہوتی ہے تب یہہ استاد یعنے مرشد۔ شریعت یا موسیٰ ہمیں حقیقت کی راہ بتانے کو استاد کا کام دینے لگے ؛

سوم جبکہ حقیقت یعنی حق ظاہر ہوا۔ تو شریعت نے ہمکو وہاں تک پہنچا دیا۔ جیسا کہ کلام میں مرقوم ہے کہ شریعت ہمکو مسیح (حق) تک پہنچانے کو استاد ہوئی۔ اور یہی حقیقت ہے۔ اور شریعت کی غایت بھی یہی ہے۔ جب وقت انسان اِس حق کا طالب ہو کر اِس حق کو حاصل کرتا ہے۔ یعنی فنا فی الحق ہوتا ہے

چہارم تب حقیقی معرفت کو پاتا ہے یعنے اللہ کو کیونکہ المسیح کا فرمان ہے۔ کہ میں اور باپ ایک ہیں جس نے مجھکو دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ یہہ ہے خدا کی حکمت جس سے انسان خدا کی پہچان حاصل کرسکتا ہے ؛

مذکورہ بالا خدا کے کلام کے مطابق ہر بزرگ شیخ نہیں ہو سکتا۔ سوائے ابراہام۔ اضحاق۔ اور یعقوب کے کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ میں ابراہام۔ اضحاق اور یعقوب کا خدا ہوں۔ یہی پشتوں تک میرا نام ہے۔ یہہ بزرگ جس شریعت تک ہمکو پہنچا دیویں وہی مرشد ہو سکتی اور وہ شرع موسوی ہے۔ کیونکہ ہر شریعت مرشد نہیں پھر یہی مرشد جس حقیقی رسول تک ہمکو پہنچا دے وہی حق ہے۔ جو ہمکو خدا کی سچی پہچان دیسکتا ہے اور وہ ابن مریم خدائے مجسم ہے۔ جو ظہور حق ہے۔ جسمیں حکمت اور معرفت کے خزانے بھرے ہیں ؛

پس اس حق یعنے رسول کے بغیر کوئی خدا کی حقیقی پہچان حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جسپر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہے اسکو دوسرے لفظوں میں ہم اس طرح بیان کرسکتے ہیں کہ بغیر مسیح کے جو حق ہے کوئی خدا کو نہیں جان سکتا اور یہی حق ہے جس کا دعویٰ ہے کہ راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ اب اِس حق نے معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے ہمیں روح اللہ بخشا ہے۔ جو اس علم میں ہمارا دائمی الٰہی استاد ہے۔ اول یہہ ہمکو اِس حق کی پہچان دیتا۔ پھر معرفت بخشتا ہے۔ سوائے اس کے ہم خدا کو جان ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ سوائے خدا کے روح کے کون خدا کا حال جانتا ہے۔ لیکن ہم میں مسیح کا روح ہے۔ پس المسیح کو خدا کی ہستی کا ظہور سمجھ کر روح القدس کی مدد سے خدا کی معرفت حاصل کرسکتے ہیں ؛

المسیح نے اِس معرفت کا کمال یوں فرمایا ہے کہ میں تم میں اور تم مجھ میں۔ یعنے فنا فی المسیح جس کا نتیجہ رسول مقبول فرماتا ہے کہ خدا سب میں سب کچھ ہو یعنے فنا فی اللہ یہہ وہ صوفیوں کا فنا فی اللہ نہیں کہ قطرہ سمندر میں مل گیا۔ اور ہستی معدوم۔ لیکن اِس حقیقی معرفت کا نتیجہ یہہ ہے کہ فنا سے چھوٹ کر خدا کی ابدیت کے بقا میں شریک ہو کر اپنی شخصیت میں قائم رہ گئے ہم مسیح میں ہو کر باقی رہتے ہیں۔ گویا۔ ہمارا بقا الٰہی بقا ہوتا ہے۔ اِس کا نام اصطلاح صوفیاء میں بقا باللہ ہے ہم خدا میں باقی رہتے ہیں یعنے خدا سب میں سب کچھ ہوتا ہے ؛

فقط ہر ذات بیہودا تیری خدا باقی
نہیں ہر کوئی بھی اللہ تجھ سوا باقی

پس الٰہی حکمت ہی سے دنیا خدا کی معرفت حاصل کرسکتی ہے۔ اور وہ حکمت مسیح ہے۔ سو مسیح کا علم حاصل کرنا خدا کا علم حاصل کرنا ہے ؛

از خیالات ۔ واعظ

خدا ابدی محبت ہے

مین نے تجھے ابدی عشق سے تجھے پیار کیا۔

یرمیاہ ۳۱: ۳ ۔ خدا بڑا اور ابدی عشق آپ میں رکھتا ہے۔ زمانے گذر جائیں تو گذر جائیں کائنات میں تبدلات کے طوفان برپا ہوں تو بڑے ہوں ۔ خدا کے محبوب بیوفائیاں کریں تو بڑے کریں ۔ پر خدا کا ابدی عشق تبدیل نہ ہوگا اور اسکی محبت کا سمند کبھی خشک نہ ہوگا۔ اس سے رحم و فضل کی گھٹائیں اٹھتی رہینگی اور اسکی محبوب میدانوں پر زندگی بخش بارشیں کرتی رہینگی۔ پر اسکی محبت اور اس کے عشق میں فرق نہ آئیگا پس ہمارا خدا بڑی محبت اور ابدی عشق کا خدا ہے ؛

اقراری صورت ۔ اسمیں ہم تھوڑی سی تشریح خدا محبت ہے کے جملے کی کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہر ایک ناظر پر روشن ہو جائے کہ ایسی محبت جس کا اوپر ذکر ہوا خدا سے منسوب کرنے سے ہماری اغرض کیا ہے اور ہم یہہ بھی دکھا دیویں کہ بذات خود محبت کو کونسے کونسے وصف لازم ہیں اور کہ جب محبت اپنے خواص کے ساتھہ خدا سے منسوب کی جاتی ہے تو خدا میں کیا کیا لیاقت لازم ہو جاتی ہے اگرچہ ہم دیباچہ محبت میں یہہ سب کچھ دکھا چکے ہیں ؛

(۱) محبت میں صبر ہے ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا میں صبر ہے۔

(۲) محبت ملائم ہے ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا ملائم ہے۔

(۳) محبت راستی سے خوش ہے ۔ خدا محبت ہے پس خدا راستی سے خوش ہے۔

(۴) محبت سب باتوں کو پی جاتی ہے ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا سب باتونکو پی جاتا ہے ؛

(۵) محبت سب کچھ باور کرتی ہے ۔ خدا محبت ہے پس خدا سب کچھ باور کرتا ہے۔

(۶) محبت سب چیز کی امید رکھتی ہے ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا سب چیز کی امید رکھتا ہے۔

(۷) محبت سب کی برداشت کرتی ہے ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا سب کی برداشت کرتا ہے۔

(۸) محبت گناہ کو ڈھانپ لیتی ہے ۔ خدا محبت ہے پس خدا گناہ کو ڈھانپ لیتا ہے ۔

(۹) محبت میں دہشت نہیں ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا میں دہشت نہیں ۔

(۱۰) محبت ڈاہ نہیں کرتی ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا ڈاہ نہیں کرتا ۔

(۱۱) محبت شیخی نہیں کرتی ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا شیخی نہیں کرتا ۔

(۱۲) محبت پھولتی نہیں ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا پھولتا نہیں ۔

(۱۳) محبت بیموقع کام نہیں کرتی ۔ خدا محبت ہے پس خدا بیموقع کام نہیں کرتا ۔

(۱۴) محبت خودغرض نہیں ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا خودغرض نہیں ۔

(۱۵) محبت غصہ ور نہیں ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا غصہ ور نہیں

(۱۶) محبت بدگمان نہیں ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا بدگمان نہیں ۔

(۱۷) محبت ناراستی سے خوش نہیں خدا محبت ہے پس خدا ناراستی سے خوش نہیں ۔

(۱۸) محبت جاتی نہیں رہتی ۔ خدا محبت ہے ۔ پس خدا جاتا نہیں رہتا ؛

اقرنتھ ۱۳ : ۴ ۔ ۸ تک ۔ پس ہمکو یقین ہے کہ ہمارے ہموطن خوب سمجھ گئے ہونگے کہ جب ہمنے خدا محبت ہے کا جملہ اُن کے روبرو کیا تو ہمارا کیا مطلب تھا وہی مطلب تھا جسکو ہمنے اٹھارہ دعووں کی صورت میں دکھایا ہے ہاں خدا محبت ہوکر اِن اٹھارہ صفتوں کا موصوف ہے اے کاشکہ ہمارے ہموطنوا ں کی آنکھوں میں نور ہو کہ وہ ان حقیقتوں کو بخوبی خدا کی ذات میں دیکھ سکیں ؛

پادری غلام مسیح از دہرہ دون

سودیسی وستو

عیسائی ہونا سودیشی وستو میں شامل ہونا ہے کیونکہ عیسائی مذہب سودیشی مذہب ہے ۔ یسوع مسیح برہ اعظم ایشیا میں پیدا ہوا تھا ۔ پولوس اور برنباس سودیشی پرچارک تھے ۔ اُن کے ذریعہ یورپ میں دین عیسوی پہنچا ۔ یورپ سے امریکہ میں دین عیسوی پہنچا ۔ دونوں ملک کے لوگ ایشیا والوں کے قرضدار ہیں ۔ موجودہ مشنین جو ملک ہند میں کام کر رہی ہیں اپنے قرض کو ادا کر رہی ہیں ۔ ہمکو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ بعض مشنری صاحبان جب ہند کے مسیحیوں سے گفتگو کرتے ہیں تو اُس روپیہ کی نسبت جو ولایت کے لوگ ہند کے کام کیواسطے دیتے ہیں کہتے ہیں تمہارا روپیہ یہہ نہیں ۔ یاد رکھئے کہ کسی زمانہ میں ایشیا والوں نے بھی تنگ کیا تھا سو بھائیو ہم سودیشی وستو کی بھلائیونکو ضرور اختیار کریں ۔ لیکن اسکی برائیوں سے دور رہیں ۔ اگر غور کریں تو سودیشی عیسائیونکو جو صاحب لوگ بنایا ہے اُس کے بانی مربی مشنری صاحبان ہیں چنانچہ اب بھی مدرسوں میں جن لڑکوں اور لڑکیوں کی پرورش مشنری صاحبان کرتے ہیں انکو

بہت کچھ کوٹ پتلون اور قیمتی سائقہ جیکٹ پہنتے اور چھری کانٹے سے فرسٹ کلاس ہٹیل پر کھلاتے ہیں۔ انہیں لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھکر سودیشی والدین کے بچے انگریزی کھانا اور کپڑا طلب کرتے ہیں جسکی وجہ سے اکثر قرضدار ہونا پڑتا ہے۔ اگر کل سودیشی مسیحی دیسی طریق لباس۔ خوراک اور رہائش کو اختیار کریں تو بہت فائدہ ہوگا۔ (۱) ہمارے غریب بھائیوں کی گذران ہوگی۔ کلیسا میں چندہ دینگے اچھے اور کم تنخواہ پر پاسبان ملینگے۔ جو دیسی طریق کے درزی۔ موچی وغیرہ ہیں۔ انکو کام ملیگا۔ عبادتخانہ اکثر جگہوں پر بن جائینگے مسیحی اپنے قدموں پر کھڑے ہونیکا موقعہ پاوینگے اور یاد رکھئے کہ مشنری صاحبان بھی بہت خوش رہینگے۔ شاید آپ سوچیں کہ مشنری صاحبان پھر کیسے خوش رہینگے تو میں بتلاتا ہوں۔ سنیئے۔

فی الحال تو ہماری وہ مثال ہے کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے" ابھی سکولوں کی قانوں ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے چھ چھ جوڑی کپڑے۔ چادر پلنگ۔ دری۔ رضائی۔ تکیہ۔ غلاف کمبل۔ پلیٹ چمچہ وغیرہ طلب کرتے ہیں اور اسکول ہائین انگریزی سوسائیٹی کی سکھلائی جاتی ہیں۔ بلکہ مجھ کو یہہ معلوم ہے کہ بعض بورڈنگ ایسے ہیں کہ ۱۰ روپیہ ماہور پر بھی ایک لڑکے کا گذارہ نہیں ہوتا ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ تعلیم کے زمانہ میں لڑکوں اور لڑکیوں نے اس طور پر رہنا اور کھانا سیکھا تو جب مشن میں ملازم ہوئے اور وہی طریق جو بورڈنگوں میں سیکھا رکھتے ہیں تو مشنری صاحبان کو سخت ناگوار گذرتا ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کچھ عرصہ میں صرف اسی وجہ سے ملازمت سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ ایک اور بڑا فائدہ یہہ ہوگا کہ جوان جھوٹ بولنے سے باز رہینگے مجھے ایک لڑکی کا حال معلوم ہے جو ایک یتیم خانے میں پالی گئی جب اُسکی شادی ایک معمولی تنخواہ کے آدمی سے ہوگئی اور دور چلی گئی۔ وہ وہاں جاکر دوسری عورتوں سے اپنا ذکر یوں کرنے لگی "دیکھئے میں ایک راجہ کی بیٹی ہوں۔ اس کے ساتھ آگئی کیا کروں دال کھا نہیں سکتی میرا توکم ازکم ایک سو روپیہ ماہواری خرچ ہے۔ حالانکہ وہ یتیم خانہ کی لڑکی اور شوہر کو صرف بیس روپیہ ملتے ہیں۔ ایسے جھوٹوں سے بچوگے۔ ہند کے دن ہی کچھ برے ہیں۔ حقیقی سودیشی ہو+

الراقم بہاری لعل

ایک ٹھیک مذہبی فیصلہ

سلسلہ کیلئے دیکھو گذشتہ اشاعت

پھر جب وہ اس بات پر مضبوطی سے قرار پکڑینگے اور ضرور ہی پکڑینگے۔ کیونکہ یہہ امر اُن کے دلوں پر بلکہ تمامی نوع انسان کے دل پر نقش کالحجر ہو رہا ہے اور لوگ اپنے تجربہ سے بھی جانتے ہیں کہ بُرائی کا نتیجہ برائی اور نیکی کا نتیجہ نیکی طبیعت عالم میں انکو دکھائی دے رہا ہے۔ جب وہ اس بات پر قائم ہوگئے تب موقعہ ہے کہ تم اُن کو انہیں کے مذہبی اصول کے مطابق جیسے مذکورہ بالا تقریر میں ثابت کر آئے ہیں گناہ کا قایل کرو اور کہو کہ بھائی آجتک کیا کیا ہے تمہارے کہنے کے مطابق اگر نجات اعمال پر ہے تو ظاہر ہے کہ اعمال بھی نیک کی ضرورت ہو نہ بد کی۔ اور تم خود جتنا زیادہ اس بات پر یقین رکھوگے کہ جزا اور سزا خالق کی طرف سے ضرور ملیگی اتنا ہی زیادہ بیقرار ہوگے کیونکہ تم نے اپنے طریق مذہب کے مطابق بھی گناہ زیادہ کئے ہیں۔ چنانچہ اگر تم اپنے آپ کو قصوروار نہ جانتے تو کسی مرشد یا گرو کو مان رکھنے کی حاجت ہی نہ تھی۔ اور اگر تم اس بیقراری کی وجہ سے اس خیال ہی سے دور بھاگتے ہو تو ظاہر ہے کہ تم خدا کی ناراضگی اور اپنی عاقبت کی بھلائی کی اور اپنے دین ودھرم کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے ؛

اب اس بحث کو چھوڑکر ہم مذہب کے دوسرے مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی گناہوں کی سزا سے چھٹکارا اور نیز گناہوں سے خلاصی اگر مذہب کے مقاصد میں سے یہہ مقصد ترک کر دیا جائے تو بتاؤ کہ پھر کسی مذہب کو اختیار کر رکھنے کا فائدہ ہی کیا ؛ چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مذہب کے بارے میں کسی کو بھلا برا کہنا تہذیب اور انسانیت سے خارج ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر ہندو صاحبان اس بات سے راضی ہیں کہ وہ طرح طرح کے جانوروں کا جنم گناہ کی پاداش میں بھگتے رہینگے تو وہ جانیں ہمیں کیا ہم لاچار ہیں۔ اور اگر محمدی صاحبان اُن ایک نماز کے قضا ہونے کے عیوض کئی ہزار عقبہ اور ایک ایک عقبہ کئی ہزار سال کا زمانہ بتاکر دوزخ میں جلنے کا عذاب بتاتے ہیں اور دوسرے گناہوں کی سزا تو درکنار تو ہم کیا کریں یہہ انکی خوشی ہے ؛ البتہ انسانی ہمدردی کے باعث اتنا افسوس آتا ہے کہ اکثر لوگ خدا کی پدرانہ شفقت اور خوبی سے ناواقف ہیں۔ ناظرین یاد سے فراموش نکر چکے ہونگے کہ ہم نے یعنے ہم مسیحی لوگوں نے اپنے گناہوں کے اقرار عام میں خدا قادر مطلق اور کمال رحیم باپ پکار کر خطاب کیا ؛ (رہبر عالم)

ضرورت

ایک جونیر سیر ٹیفکیٹ یافتہ انگلو ورنیکلر استاد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ۲۵ سے ۳۰ روپیہ ماہوار تک ہوگی۔ اگر اسکی بیوی کام کرسکیگی تو اس کو بھی کام ملسکتا ہے۔ تمام درخواستیں پادری۔ جی۔ اے سمتھ صاحب کھرڑ ضلع انبالہ کے نام آنی چاہئیں

رسید زر

مسٹر ٹامس مداسی پیلودہ عگ

مسٹر عبدالنبی خان پٹنہ سٹی عہ

سی بی - بی - ہائی سکول لودیانہ عے ۱۲/

مسٹر ایم - ایس - خلیپ ملتان عگ

نئی قسم کا اشتہار

شریف خاندان سے ایک کنوارا ایک مسیحی جوان عمر ۲۳ سال انٹرنس پاس - صاحب جائیداد - زمین اور مکانات کا مالک سرکاری خدمت میں داخل - مشاہرہ للعہ کسی شریف مسیحی خاندانی کنواری سے شادی کا خواہان ہے خوبصورت صاحب حیا - تعلیم یافتہ - گھر کے کاروبار میں ہوشیار ہو - اُس کے متعلق راقم سے خط و کتابت کریں

المشتہر

آر - ایم - واعظ ناروال - ضلع سیالکوٹ (پنجاب)

ربڑ کے تازے سستے اعلیٰ درجہ کے چھاپے

(۱) فیورٹ ربڑ پرنٹنگ اوٹ فٹ نمبر ۳ معہ کل سامان قیمت عہ

(۲) فیورٹ " " " نمبر ۲ " " عگ

(۳) آفس ربڑ پرنٹنگ " معہ سلف رنگنگ پیڈ اور کل سامان للعہ

(۴) تاریخ چھاپنے کی شین کلاں فی عرصہ طلب تک کام آنیکی عہ

(۵) تاریخ چھاپنے کی شین دس سال تک کام آئیگی قیمت عہ

(۶) نمبر لگانے والی شین دس لاکھ تک چھاپتی ہے عگ

(۷) سٹنسل ڈیزائیر جس سے نوٹس - نوٹس بورڈ سنڈے سکول کی تصویروں کے ہیڈنگ نفاست سے چھپ سکتے ہیں معہ گدی سیاہی برش وغیرہ قیمت عگ

المشتہر

سلیم اللہ خان اینڈ کمپنی ربڑ سٹمپس مینوفیکچررس موری گیٹ لاہور

پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ
اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اِس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اِس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہے اور اِس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے اس میں فنڈ کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لیے پنشن کی تجویز کرسکتا ہے - جس کسی کو چاہیے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اِس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے *

درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں - ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں *

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

نولکھا - لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ عگ

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " عگ " عہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی *

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عگ	عہ	عے
چوتھائی کالم	عہ	عے	عہ
نصف کالم	عے	عہ	للعہ
پورا کالم	عہ	للعہ	للعہ
پورا صفحہ	سے	للعہ	للعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ ر مابعد کے لئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا *

(نوٹ) نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " " معہ محصول عہ

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

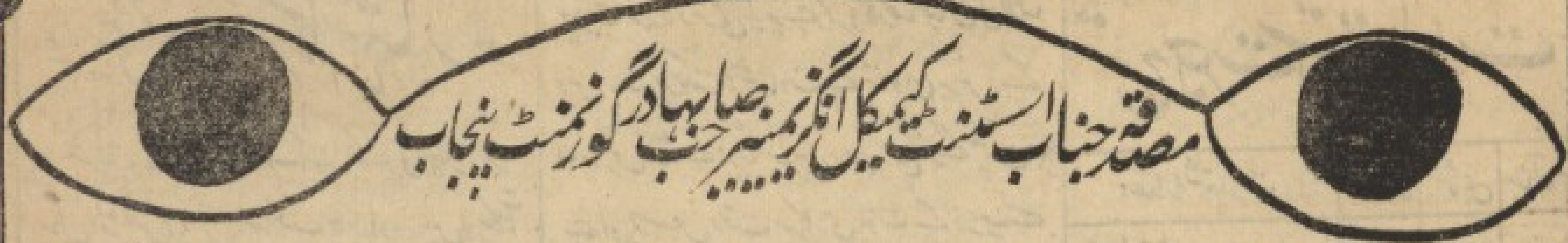
ضرورت

پنجاب کے ہندوستانی امیدواروں کے لئے لیک میموریل کے متعلق بائبل کا امتحان - اِس امتحان میں ۲۳ برس کی عمر کے اندر کے طلبا داخل ہوسکتے ہیں تمام پاس شدہ طلبا کو مبلغ ایک سو پچاس روپیہ انعام اور خوبصورت سرٹیفکیٹ دیئے جائینگے - مضامین و دیگر امور متعلقہ امتحان دریافت کرنے کے لئے دوچار ماہ کی جولائی میں منعقد ہوگا - ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرو *

پادری - ایم - ای دگرم پشاور

پانچہزار روپیہ انعام　　پانچہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ



معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے: ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر و حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں کو جناب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہو کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرو فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔ المشتہر پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہو بڑی مجرب قیمت اور مفید دوا ہو - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے بمنزلہ اکسیر ہو آنکھوں سے پانی کا بہت جانا - دھندلا ہونا - سوزش - قرمزی ہونا آنکھ کا ہلکا ہلکا دکھتے رہنا جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم وغیرہ ان سب کا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہو اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہو بالخصوص مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہی مفید ہو - راقم ڈاکٹر ایم بی ساکلی صاحب بہادر ایم ڈی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ افسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہو میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک مریضہ کے علاج پر کیا مریضہ مسماۃ اوتم دیوی عمر ۴۵ سالہ ساکنہ لاہور کا ہی مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں پر خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور بال جھڑ رہے تھے آنکھیں سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں کثرت سے سواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں ڈال سکتی تھی اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین ہفتہ تک سرمہ کا استعمال کیا نتیجہ یہہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہو ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہو - راقم ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔

۴ - میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہو اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کیلئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہو - راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات سے جو قریب ۲۵ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کیلئے ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم - دائلی کے اہتمام سے چھپا ۔